



روزنامہ
 جمعہ
 یوم
 جمعہ
 The ALFAZL QADIAN.

جسٹس ۳۲۷ ۱۸ مارچ ۱۹۲۶ء نمبر ۱۶
 ۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء نمبر ۱۶
 ۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء نمبر ۱۶

المستبصر

قادیان کا راہ مسلح مسیحا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثاني علیہ السلام اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے لئے ایک نئے شہر کی آمد کی اطلاع ظہر ہے۔ کہ حضور کو گھنٹے کے درویشی خدا تعالیٰ کے فضل سے زیادتی نہیں ہے۔ یہ ہے کہ اگر کسی حصہ میں درد کی حکایت ہوتی ہے تو حضور سے وقت میں جاتی رہتی ہے۔ لاکر چرکے ہمارے حضور کچھ نہیں لیتے ہیں۔ اہم طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اجاب حضور کی کامل محبت کے لہجے و الفاظ میں ہے۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثاني علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت سچا انفلوئنزا اور سردی کی وجہ سے بہت علیل ہے۔ صحت کے لئے دعا کی جائے۔ صاحبزادہ مرزا مستر احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا کل کے استمان شریف ہو رہے ہیں۔ کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ جناب حکیم عبدالعزیز خان صاحب، مالک علیہ السلام

مجلس خدم الامم کا ایک تفصیلی پروگرام

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثاني علیہ السلام اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر

مجلس خدم الامم کے ساتویں جلسہ پر

اس مضمون کو لکھنے والے نے بہت خراب کر دیا ہے۔ اکثر جگہ دلیل کا ایک ٹکڑا نقل کیا ہے۔ دوسرا چھوڑ دیا ہے۔ بعض جگہ واقعات ہی بدل ڈالے ہیں۔ میں نے کاٹ کاٹ کر ترتیب درست کرنے کی تو کوشش کی ہے۔ مگر پھر بھی انیسویں جلسہ کی اہمیت کو بہت نقصان پہنچ گیا ہے۔ مرزا احمد صاحب سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: میں نے اس دفعہ کے پروگرام میں دیکھا ہے۔ کہ یہ مجلس خدام الامم کا ساتواں سالانہ جلسہ ہے۔ سات سال کا عرصہ کوئی معمول عرصہ نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے سات سال بعد یعنی آٹھویں سال تمام عرب پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ اور وہ ملک جو ایک سرے سے دوسرے ملک اسلام کی مخالفت میں کھولی رہا تھا۔ اور اس کا جوش و زنج کی آگ کو مات کر رہا تھا۔ عاشقوں اور فدائیوں کے طور پر آپ کے قدموں میں آگرا۔ اس سات سال کے عرصہ میں صحابہ نے ملک کی

حالت کو بدل ڈالا۔ قلوب کی حالت کو بدل ڈالا۔ اور ان کے اندر زمین و آسمان کے فرق کی طرح امتیاز قائم کر دیا۔ پس خدام الامم کو یہی سوچنا چاہیے۔ کہ انہوں نے کس سات سال کے عرصہ میں ملک کو چھوڑ کر شیعہ کو چھوڑ کر مشرک کو چھوڑ کر محمد کو چھوڑ کر گھر کو چھوڑ کر صرف اپنے دل میں کیا فرق اور امتیاز پیدا کیا ہے۔ انسان دوسروں کے متعلق خزاںوں میں گہرا سمجھتا ہے۔ اگر حق قبول کرنے کے متعلق کوئی بات ہو۔ تو لوگ فوراً دوسروں کے متعلق گہرہ دیتے ہیں۔ کہ نادان لوگ میں سنتے نہیں جاہل لوگ میں کسی بات پر خود نہیں کرتے۔ دنیا کے کانوں میں مشغول رہتے ہیں۔ اور دین کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اگر یہ باتیں ان کے اپنے اندر پائی جائیں تو کیا یہی باتیں وہ اپنے متعلق سمجھنے کو تیار ہوتے ہیں۔ اپنے ہمسائے کے متعلق سمجھنے نہیں گئے۔ کہ بڑا ہندی سے نہیں مانا۔ دو تین سال سمجھاتے ہو گئے ہیں۔ پھر ہی نہیں سمجھتے لیکن اگر ان کے اپنے متعلق یہی سوال ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الیکشن کے تعلق میں ایک نہایت ضروری جلسہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے اعلان

چونکہ تحصیل قیاد کی الیکشن کا وقت قریب آ رہا ہے۔ اس لئے مقامی دوستوں کو حالات بتانے اور الیکشن کی اہمیت کا احساس پیدا کرنے اور انہوں کو جدوجہد کیلئے تیار کر کے ایک پبلک جلسہ بتاریخ ۱۸ جنوری بروز جمعہ یوم نماز مغرب مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوگا۔ قادیان کے مختلف محلات کے دوستوں کو چاہئے کہ اس جلسہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں ایک ہو کر اس اہم قومی کام میں حصہ لیں۔ انشاء اللہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور خان صاحب مولوی فرید اللہ صاحب اور مولوی ابوالعطا صاحب اور بعض دوسرے اصحاب تقریریں کریں گے۔ خاکسار مرزا بشیر احمد

تو کیا وہ اپنے نفس کے متعلق بھی یہی کہیں گے کہ بڑا ضروری ہے۔ نہیں مانتا۔ بہت سمجھایا ہے۔ نہیں سمجھتا۔ ہمارے کے متعلق یہ فہم کر دیتے ہیں۔ کہ سنتا رہی نہیں۔ بڑا جاہل ہے مگر کیا اپنے نفس کے متعلق بھی یہی کہیں گے۔ کہ سنتا ہی نہیں بڑا جاہل ہے۔ اپنے ہمارے کے متعلق تو کہہ دیتے ہیں۔ کہ سارا دن دنیا کے کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ دین کے کاموں کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ مگر کیا اپنے نفس کے متعلق بھی یہی کہیں گے کہ سارا دن کام میں لگا رہتا ہوں۔ اس لئے دین کے کاموں کی طرف توجہ نہیں کر سکتا غرض وہ کوئی نسا جو اپنے لئے بھی وہی جواب پسند کرتے ہوں۔ اگر کوئی شخص ان کی طرف سے یہی جواب دے۔ تو ہال لال آنکھیں نکال کر دیکھیں گے اور کہیں گے اس نے میری ہتک کر دی۔ پس یہ

ہمارے خدام کی یہ حالت

ہے۔ کہ اپنے سالانہ اجتماع پر کل اکتیس اجتماعوں نے نامتو سے بھیجے ہیں۔ بے شک ایک سو اکتیس خدام اور بھی اپنے طور پر مثال ہوئے ہیں۔ لیکن اپنی خوشی سے مثال ہونا اور بات ہے اور اپنے فرض کو بھرا کر نا اور بات ہے۔ اور یہ ایک سو اکتیس خدام جو آئے ہیں۔ ان میں سے اکثر ایسے ہوں گے جو قرب ترین جگہوں کے رہنے والے ہوں گے یا ایسے چونکہ جنہوں نے قادیان آنا تھا۔ اور انہوں نے اپنا ہر دو گرام اس اجتماع کے ساتھ متعلق کر لیا۔ ان کا انا خدام الاحمدیہ کے جلسہ کے لئے نہیں سمجھا جائے گا۔ کیونکہ جس طرح عام طور پر لوگ قادیان آتے رہتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی آئے۔ لیکن اگر وہ ہاؤسٹا سارے کے سارے خدام الاحمدیہ کے جلسہ کے لئے ہی آئے ہوں۔ تو یہی اس کے یہ حصہ ہیں تو کیا جماعت میں سے صرف ایک سو اکتیس خدام ایسے ہیں جنہوں نے اپنے کاموں کا حوزہ کیا۔ اور خوشی سے خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور اس کے ساتھ یہ بات بھی مانتی پڑیگی کہ

ایک اہم سوال

ہے۔ اور ہر خدام کو اس امر کے متعلق غور کرنا چاہئے۔ کہ اس سات سال کے عرصہ میں اس نے کیا کیا۔ جہاں تک اہم باتوں کا سوال ہے۔ ابھی تک خدام ان میں بہت پیچھے ہیں۔ حاضری کو ہی دیکھ لو کتنی کم ہے۔ پچھلے سال جو وہ نامتو سے آئے تھے۔ اور

بیرونی جماعتوں کی طرف سے

اس سال اکتیس نامتو سے آئے ہیں۔ ہماری جماعتیں آٹھ سو سے زیادہ ہیں۔ اور جو جماعت آٹھ سو سے زیادہ شاخیں رکھتی ہو اس کے صرف اکتیس نامتو سے آئیں تو یہ کوئی اچھا نمونہ نہیں۔ بلکہ ایسا نمونہ ہے جسے دشمن کے سامنے پیش کرتے ہوئے ہمارے ماتھے پر پینے کے قطرے آجاتے ہیں۔ ہم دوسروں کو برا کہتے ہیں۔ لیکن ہماری اپنی حالت بعض باتوں میں ان سے زیادہ کمزور ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہماری جماعت کا نمونہ اکثر باتوں میں دوسری جماعتوں کی نسبت اچھا ہے۔ لیکن بعض باتوں میں ہم ابھی تک ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مثلاً

خاکساروں کی تعداد

جاری تعداد سے بہت کم ہے۔ اور ہماری جماعت ان کی نسبت بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہے۔ اور اس سے بہت زیادہ مقامات پر پائی جاتی ہے۔

جہاں ایسی ہو سکتی ہیں۔ جہاں افضل نہیں پہنچا لیں یہ کہ آٹھ سو میں سے صرف اکتیس جگہ افضل پہنچتا ہے۔ یہ میں ماننے کے لئے تیار نہیں آؤں فرض کریں کہ آٹھ سو میں سے دو سو جماعتیں ایسی ہیں۔ جہاں افضل نہیں پہنچتا اور چھ سو جماعتیں ایسی ہیں۔ جہاں افضل پہنچتا ہے۔ تو اگر چھ سو جماعتوں میں سے چھ یا سات سو نامتو پہنچتے تو یہ خیال کیا جا سکتا تھا۔ کہ باقی جماعتوں میں افضل نہیں پہنچتا۔ اس لئے ان کے نامتو سے نہیں آئے۔ لیکن آٹھ سو میں سے تیس چالیس نامتو سے آئے تو انہوں نے خوش کن بات نہیں اور افضل سزا دینا میرے نزدیک کافی جواب نہیں ہو سکتا۔ پس میرے نزدیک

اس میں بہت حد تک دخل اور بہت حد تک ذمہ داری مرکزی ادارے کی ہے مرکز کو چاہئے کہ ان کے پیچھے اپنی جماعتوں کی تنظیم کرے کیونکہ بغیر انسپکٹروں کے ان ہزاروں کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی ہر فرد کی اصلاح کے لئے ضرورت کی آواز کو سن سکتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ بہت سی غلطیاں اس وجہ سے پیدا ہو تی ہیں۔ کہ مرکز کی آواز صحیح طور پر لوگوں تک نہیں پہنچتی۔ صرف تو اعداد و شمار سے کچھ نہیں بنتا۔ بلکہ ان قواعد کے نتائج کی طرف خیال رکھنا چاہئے۔ کہ یکے کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں اگر ان قواعد کو تو بولنے کی ضرورت ہو تو ان کو بول دیا جائے۔ اور اگر ان میں اصلاح کی ضرورت ہو تو ان میں اصلاح کر دی جائے۔ دیکھو ذی روح اور غریب روح چیزوں کے قواعد میں کتنا بڑا فرق ہے۔ غیر ذی روح چیزوں کے قواعد نہیں بدلتے اور ذی روح

چیزوں کے قواعد ہر منٹ اور ہر کیڑ بڑلتے چلے جاتے ہیں ذی روح چیزوں کے دو حصے ہیں۔ ایک انسان اور دوسرے جو ان۔ ان دونوں کے قواعد میں ہی بہت بڑا فرق ہے مثلاً انسانی خوراک اور جانوروں کی خوراک میں کتنا فرق ہے۔ آدم کے نامتو سے لیکر بلکہ اس سے بھی پہلے سے گائے اور بیل گھاس کھاتے آتے ہیں۔ اور ان کے لئے غذا کے بننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض جانور ایسے ہیں۔ کہ وہ جب سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک قسم کا کیڑا کھاتے ہیں۔ بعض جانور ایسے ہیں کہ وہ جب سے پیدا ہوتے گوشت کھاتے ہیں جسے شیر اور پھتے وغیرہ اور بعض گھاس اور بعض پتے کھاتے چلے آتے ہیں۔ مگر اس کے مقابل پر انسان کی یہ حالت ہے۔ کہ اگر گھر میں ایک ہی قسم کا کھانا دو تین دن تک کھے تو لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ خاوند بیوی سے خفگی کا اظہار کرتا ہے۔ بیٹا ماں سے ناراضگی رہتا ہے کہ کھانا کھانے کے دن سے گھر میں ایک ہی کھانا کھاتا ہے۔ اور کوئی چیز پکانے کے لئے نہیں رہی۔ پس کجا جانور کھانے کی خوراک ساری عورت ہی نہیں۔ اور کجا انسان کہ اگر ایک۔ تم ہی غذا اسے دو دن کھانی پڑے تو گھر والوں کو صلتوں میں سناٹا شروع کر دیتا ہے۔ پس انسان اور جانوروں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اسکے بعد اگر نباتات کو دیکھا جائے تو یہ فرق اور بھی نمایاں ہو جاتا ہے۔ نباتات کی جو غذا نہیں ہیں وہ بھی ابتدا سے آخر تک ایک ہی طرح چلی جاتی ہیں۔ مگر ساتھ ہی وہ جگہ جگہ ایک ہی رکھتا ہے۔ جانور اپنی جگہ بدل لیتے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں مگر درخت پہلو پہلو نہیں بدلتے جس جگہ پیدا ہوتے ہیں۔

اسی جگہ مر جاتے ہیں۔ میں پچیس پچاس سویا ہزار سال جو بھی عمر ہو اس میں وہ کبھی بھی اپنے مقام کو نہیں بدلتا۔ جہاں انسانوں اور حیوانوں میں غذا کے بدلنے کا فرق ہے وہاں نباتات اور حیوانات میں جگہ کے بدلنے کا فرق ہے۔ انسان اور حیوان دونوں جگہ بدل لیتے ہیں۔ لیکن حیوان غذا نہیں بدلتے۔ اور انسان اپنی غذا بدل لیتے ہیں۔ نباتات غذا میں بھی نہیں بدلتے اور جگہ میں نہیں بدلتے۔ بعض درخت بیسیوں اور بعض سینکڑوں سال ایک ہی جگہ پیدا ہو کر رہ جاتے ہیں۔ میں انسان کو دوسری اشیاء سے بھی امتیاز حاصل ہے۔ کہ اس کے حالات دوسری مخلوقات کے مقابل پر جلد بدل جاتے ہیں۔ اور بہر انسان کا دوسرے انسان سے بھی فرق ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ ہر زمانہ اور بعض دفعہ ہر جہانت الگ قسم کے قواعد کی محتاج ہوتی ہے۔

بعض نادران منتظم یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ ہر حالت میں ایک ہی علاج ہونا چاہیے۔ وہ قانون پاس کر لیتے ہیں۔ اور اس قانون کو پاس کرنے کے بعد یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ اس قانون سے ہر شخص کا علاج ہو جائے گا۔ اور یہ قانون ہر شخص کی حالت کے مطابق ہوگا۔ حالانکہ یہ بات ناممکن ہے۔ ہر انسان کی حالت دوسرے انسان سے الگ ہوتی ہے۔ ہر جماعت کی حالت دوسری جماعت سے الگ ہوتی ہے۔ اور ہر ایک جماعت کے مختلف لوگوں کی حالت ایک دوسرے سے بالکل الگ ہوتی ہے۔ جب تک ان تمام حالات کا اندازہ نہ کیا جائے اور ان کے مطابق علاج نہ سوچا جائے۔ وہ سے اثر اور بے فائدہ ثابت ہوگا۔ خواہ وہ علاج کتنی ہی اعلیٰ درجہ کا اور بے نظیر کیوں نہ ہو۔ کام تو اعداد سے نہیں چلا کرتے بلکہ قواعد کے ساتھ ان کے نتائج کی طرف سے ہی ہنگامہ رکھنی چاہیے۔ یہ ایک ناخوشیہ کاری کی حالت ہوتی ہے۔ کہ انسان قانون بنا دے۔ لیکن اس کے نتائج پر غور نہ کرے۔ میرے نزدیک جو رزق صرف ہی فرض نہیں۔ کہ وہ بیٹھیں

اور قواعد بنا دیں۔ بلکہ ان قواعد کے نتائج سے پورے طور پر آگاہ ہونا ہی جو رزق کا فرض ہے۔ اور انہیں علم ہونا چاہیے۔ کہ انہیں ان قواعد کے بنانے سے کس حد تک اپنے مقصد میں کامیابی ہوتی ہے۔ ہر قاعدہ کو جاری کرنے کے بعد

دو باتیں
دیکھنی چاہئیں۔ اول یہ کہ آیا وہ قاعدہ پورے طور پر جاری ہوا ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کے نتائج کیسے پیدا ہوئے ہیں اگر کس جگہ پر بھی اس کے نتائج پیدا نہیں ہوئے۔ تو وہ قاعدہ غلط ہے۔ اور اگر بعض جگہ پیدا ہوئے ہیں۔ اور بعض جگہ پیدا نہیں ہوئے۔ تو یا تو اس قاعدہ پر عمل نہیں کیا گیا۔ اور اگر وہاں اس قاعدہ پر عمل کرنے کے باوجود اپنے نتائج پیدا نہیں ہوئے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ وہ قاعدہ اس مقام و گروہ کے لئے مفید نہ تھا۔ اور اس کا علاج کچھ اور تھا۔ اگر اس گروہ نے اس قاعدہ پر عمل نہیں کیا۔ تو اس پر عمل کرانا چاہیے تھا۔ اور اگر عمل کے بعد بھی اصلاح نہیں ہوئی۔ تو

کوئی اور ذریعہ اصلاح کا سوچنا چاہیے۔ اگر ایک ہی علاج تمام انسانوں کے لئے کافی ہوتا۔ تو قرآن مجید میں ہر مسئلہ کے متعلق ایک ہی دلیل بیان ہوتی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں قرآن مجید ہر موضوع میں ایک ہی دلیل دیتا ہے۔ بلکہ ہر موضوع میں ایک ہی دلیل دیتا ہے۔ مختلف انسانوں کے علاج مختلف ہوتے ہیں۔ اور مختلف وقتوں کے علاج مختلف ہوتے ہیں۔ ایک وقت میں ہم ایک دلیل مؤثر دیکھتے ہیں۔ لیکن دوسرے وقت میں وہ دلیل بے فائدہ اور بے اثر نظر آتی ہے۔ ایک دلیل ایک انسان کے لئے تو بہت مؤثر نظر آتی ہے۔ مگر دوسرے کے لئے بے اثر نظر آتی ہے۔ پس اگر ہم نے انسانوں سے معاملہ کرنا ہے۔ تو ہم ان مشکلات کو جس مد نظر رکھنا ہوگا۔ جو ان کے راستہ میں پیش آتی ہیں۔ جب تک ہم پوری کوشش کے ساتھ مختلف افراد کی بیماریوں اور ان بیماریوں کی قوتوں کی تشخیص نہیں کر لیتے۔ اس وقت تک نہ ہم بیماری

کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ اور نہ اس کا صحیح علاج کر سکتے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی بیان کیا ہے۔ ہر قسم کا صحیح طور پر علاج بغیر انکسٹرون کے نہیں ہو سکتا۔ پس **قواعد الاحادیہ مرکزیہ کو چاہیے** کہ وہ اپنے انکسٹرون کو مختلف علاقوں میں دوروں کے لئے بھیجے۔ جب وہ دوروں سے واپس آئیں۔ تو ان سے صحیح حالات معلوم کئے جائیں۔ اور انکسٹرون سے دریافت کیا جائے۔ کہ سستی دکھانے والی جماعتوں کی سستی کی وجہ کیا ہیں۔ اور پھر اس کا علاج کیا جائے۔ مرکز میں بیٹھے رہنے سے ان حالات کا صحیح طور پر پتہ نہیں چل سکتا۔ اور

مرکز پر بیرونی جماعتوں کا قیاس نہیں کیا جاسکتا
مرکز میں دفتر موجود ہے۔ اور پھر یہاں ہر قسم کی واقفیت رکھنے والے آدمی پائے جاتے ہیں۔ مگر کیا جو سامان قادیان کی محاسن کو حاصل ہیں۔ وہی کیا باقی محاسن کو بھی حاصل ہیں۔ قادیان میں علم والے آدمیوں کی بہتات ہے۔ اور اعلیٰ قابلیت رکھنے والوں کی بہتات ہے۔ نصیحت اور وعظ کرنے والوں کی بہتات ہے۔ جماعت کی کثرت

انکی وجہ سے ہر قابلیت کا آدمی مل سکتا ہے۔ لیکن ان حالات کو بیرونی جماعتوں پر چسپاں نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ہر جگہ نہ اتنی قضاہلیتوں کے آدمی مل سکتے ہیں۔ نہ اتنے علم دوست ہیں۔ نہ وہاں اتنے وعظ و نصیحت کرنے والے میسر آسکتے ہیں۔ نہ وہاں جماعت کی اتنی کثرت ہے۔ کہ قدام الاحادیہ کے نظام کو جماعتی طور پر رباؤ ڈال کر قائم کیا جاسکتا ہو۔ بلکہ بعض مقامات میں ایک احمدی ہے۔ بعض میں دو بعض میں تین بعض میں چار یا اس سے کم و بیش احمدی ہیں۔ اور بعض مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی احمدی بھی تعلیم یافتہ نہیں۔ بعض جگہوں پر قابل آدمی مل سکتے ہیں بعض جگہوں پر نہیں مل سکتے۔ اور بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں قابل آدمی تو موجود ہیں۔ لیکن ان کی قابلیت چھٹی ہوتی ہے جب تک ان کو ابھارا نہ جائے۔ اس وقت تک وہ قابلیتیں ہمارے کام نہیں آسکتیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ

انکسٹرون مقرر کئے جائیں
جو ہر ایک جماعتوں کی پورے طور پر نگرانی کر لیں اور جو قانون مرکز میں جاری کئے جائیں۔ ان کو

بعض جگہوں پر قابل آدمی مل سکتے ہیں بعض جگہوں پر نہیں مل سکتے۔ اور بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں قابل آدمی تو موجود ہیں۔ لیکن ان کی قابلیت چھٹی ہوتی ہے جب تک ان کو ابھارا نہ جائے۔ اس وقت تک وہ قابلیتیں ہمارے کام نہیں آسکتیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مومن کی قربانی کو کوئی صلہ نہیں کر سکتا

فرمایا۔ "میں امید کرتا ہوں کہ مومن کا اخلاص ہر مصیبت اور ہر مشکل کے وقت اس کے کام آئے گا۔ وہ قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ خواہ وہ اس کے سامنے کسی شکل میں ہی کیوں پیش نہ ہو"۔
"وہ جو قربانی اس لئے کرتے ہیں کہ کوئی عہدہ سے یا دولت سے۔ ہرگز میری آواز پر بلیک نہ کہیں ایسے لوگ میرے مخالف نہیں میرے مخالف وہ ہیں جو میرے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے خاطر قربانی کرتے ہیں۔ جو میرے لئے قربانی کرتا ہے۔ وہ ایسا نہ کرے۔ کیونکہ میں خود کمزور اور بیمار ہوں۔ کسی کا اسان نہیں اٹھا سکتا۔ میرے لئے قانون گندھے ہیں گا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔"
"پس میں اپنے لئے نہیں، بلکہ اور نہ ہی مجھے اسکی عادت اور بہت ہے۔ جو خدا کے نزدیک ہے۔ وہ دے۔ اسکا بدلہ خود ادا ہوگا۔ خدا ہی پر اسے توکل رکھنا چاہیے۔ اگر خدا چاہے تو اسے دنیا میں ہی بدلہ دے۔ اور اگر چاہے تو وہ انعام آخرت پر مستوی رکھے۔ ہر حال جو اخلاص سے قربانی کرتا ہے۔ اسکی قربانی صلہ نہیں جاتی۔ زمین میں مٹ سکتی ہے۔ آسمان میں مٹ سکتی ہے۔ اور سورج مٹا یا جاسکتا ہے۔ مگر خدا کے بندے کا خدا کے لئے ڈالاجو آواز میں بھی صلہ نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ضرور رکھتا ہے۔ خواہ ہی دنیا میں نکلے۔ خواہ آخرت میں مومن کی قربانی کو کوئی صلہ نہیں کر سکتا۔ پس میرے مخالف وہی ہیں جو خدا کے لئے قربانی کرتے ہیں نہ کہ میرے لئے اور قربانی کرتے وقت خدا کو مد نظر رکھتے ہیں نہ کہ دنیا کو ان کو جزا دے۔ جو کہ ہر شخص ہر قربانی اور ایثار کے مطابق بدلے گا۔"
حضور کا یہ ارشاد پیش کرنے سے غرض یہ ہے کہ آپ جو بھی قربانی کریں اللہ قائل کی رضا کے لئے کریں۔ اور اسی کے حضور سے اسکے بدلہ کے امیدوار ہوں۔ آپ کو تحریک جدید کے دفتر اول کے بارہویوں

۱۶ سال پر عہد کر رہے ہوں۔ یا تحریک جدید کے دفتر دوم کے سالہام میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں۔ آپ کے پیش نظر ہی اصل رہنا چاہیے۔ کہ میں یہ قربانی اپنے خدا کا رہا کے لئے کر رہا ہوں۔ ہر ایک انسان کو نیشنل سیکرٹری

جلسہ سالانہ ۱۹۷۵ء کی ایک نہایت اہم تقریر

حضرت خاتم الانبیا امام لاصفیاء ختم المرسلین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشکش

انہریت کے نقطہ نظر سے

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ کی تقریر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مجاہد حضرت سیدنا موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیت لَا تَقْتُلُوا أُمَّنَا رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ کی تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں :-

”اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ ماہرین اس آیت کا یہ سچے - کہ جو لوگ دل و جان سے تیرے یا رسول اللہ کے غلام بن جائیں گے۔ ان کو وہ نور ایمان اور محبت اور عشق بخشا جائیگا۔ کہ جو ان کو غیر اللہ سے ربانی دے دیا۔ اور وہ گنہوں سے نجات پا جائیں گے۔ اور اسی دنیا میں ایک پاک زندگی ان کو عطا کی جائے گی۔ اور نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیں گے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے۔ اَنَا لِحَا شَرِّ النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ شَرَّ النَّاسِ عَلَيَّ قَاتِلِيْہِ یعنی میں وہ مردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں۔“

(معاذ ص ۱۷۱)

آیت قُلْ اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ وَيُغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اب دیکھو کہ یہ آیت کس قدر صراحت سے بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسی قدم پر چلنا جس کے لازم میں ہے محبت اور تعظیم اور اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کا ضروری نتیجہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے۔ تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جارا رہتا ہے اور جس طرح بد زہر دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح نور ظلمت

بھی حصہ پاسکتا ہے۔ (معاذ ص ۱۷۱)

خدا تعالیٰ کا پیارا بننے کا طریق

”میں انجلی یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے۔ کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سوا دوسرے کہ وہ قلب سلیم ہے۔ یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے۔ اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصطفیٰ اور کامل محبت الہی برپا عث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وحی ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔“

(معاذ ص ۱۷۱)

اور فرماتے ہیں :-

”اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے۔ کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح ہر کہ خود اس کے دل میں محبت الہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے۔ اور اس کا اس شوق و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الہی کی ایک خاص تہل اس پر بڑھتی ہے۔ اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دیکر قومی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے۔ اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔“

(معاذ ص ۲۲۹ و ۲۳۰)

اور فرماتے ہیں :-

وَأَوْحَىٰ إِلَيْهِ أَنِ الْمَدِيْنَةَ هِيَ الْاِسْلَامُ ترجمہ :- اور اس نے مجھے الہام کیا کہ دین اللہ اسلام وَاَنَّ الرَّسُوْلَ هُوَ الْمُصْطَفَى السَّيِّدُ اور سچا رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سردار

اَلْاِمَامُ۔ رَسُوْلُ اُمِّي اَمِيْنٌ كَمَا اَنَّ رَّبَّنَا اَحَدٌ كَيْسْتَحِقُّ اَلْعِبَادَةَ عِبَادَتِ مَرْفِ خَدَا كَلِّ لَمَسْلَمِہِ۔ وَحَدَّثَكَ فَكَذَلِكَ رَسُوْلُنَا الْمُوْطَاعُ اور وہ واحد و لا شریک ای طرح ہمارا رسول است وَاَحَدٌ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَكَاشَرِيْكَ فِيْہِ میں واحد کہ اس کی پیروی کی جاسے اور اس میں شریک نہ ہے۔ وَ اَنَّكَ خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ۔ داند ہے۔ کہ وہ خاتم النبیین ہے۔ (معاذ ص ۱۷۱)

اطاعت میں منفرد رسول

خلاصہ یہ کہ جسے خدا تعالیٰ عبادت میں لائے ہوئے ہے۔ ہمارا رسول بوجہ منظریت تائید صفات اللہ کے اپنی اطاعت میں منفر د ہے۔ اسی منظریت کا لہر کا تقاضا تھا۔ کہ محبت و اطاعت میں بھی وہ اعطی و یہ مثل مقام جو ایک قسم کی عبادت کا رنگ رکھتا ہو۔ اس میں بھی خدا تعالیٰ کا مظہر ہو۔ اس لئے جب اس کو قاب تو سین بنا یا گیا تو ضروری تھا۔ کہ اسے یہ بھی کہا جاتا قُلْ اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ وَيُغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی شان محبوبیت کے پیش نظر حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

بعد از خدا بجز حق محمد محترم کر گزراں بود نہ از سخت کا فرم ترجمہ :- خدا کے بعد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مرشرا ہوں۔ اگر کفری ہوتا ہے۔ تو خدا کی قسم میں سخت کا فر ہوں۔ ہر تار و پود من بسرا بید عشق او از خود تنی و از غم آن لستائ پریم ترجمہ :- میرا ہر رنگ و درپشہ اسکے عشق سے لگا آہ میں اپنے سے خالی اور اس محبوب غم سے بھرا ہوا ہوں۔ جاہم خدا شہور برہ وین مصطفیٰ این است کام دل اگر آید میرس ترجمہ :- میری جان مصطفیٰ کے دین میں خدا ہوتا ہے۔ یہ سب میرا دلی مقصد خدا کر کہہ پورا ہے۔ (معاذ ص ۱۷۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تقریباً نام یہ تمام کتنا ہی کہ جس میں اپنی محبت و خوشنودی اور عشق و عطا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔

آپ کو یوں حاصل ہوا۔ اور اس مقام وحدت کے لئے آدم کے بیٹوں میں سے ہر ایک نے نبی عربی کو یوں مخصوص کیا گیا؟ اس کا جواب سورۃ النجم کے تیسرے رکوع میں اھولاً یہ دیا گیا ہے۔ کہ جو شخص بتنا خدا کو اپنے نفس سے دیتا ہے۔ اتنا ہی اس کو عطا کیا جاتا ہے۔ اور اگر عمل سے کام لیتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی دیا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ فرمایا ہے **أَفْرَأَيْتَ الَّذِي قَتَلْنَا قَاتِلَهُ فَكَفَىٰ ذَاكَ الْكُفْرَىٰ أَتَيْتَهُ عَلَيْهِ فَأَقْبَرَهُ فَهَوَّىٰ وَيَبِيءُ** جس نے خدا سے سوگند پھیرا۔ اور پھر نہ دیا۔ اور عمل سے کام لیا۔ وہ اندھے میں ہی رہتا ہے۔ **فَهَوَّىٰ وَيَبِيءُ** یاد رکھ سکتے ہیں۔ دکھلائی مادی (اسی) جو محمد رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا جو دیکھا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایسے اندھے انسان کو جس نے اپنے نفس کی کچھ بھی قربانی نہ کی۔ وہ نور سے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ جو نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نظر کی یہ شان ہے ماکذب القواد مادی **مَا دَاخَ الْعَبْرُ وَمَا طَفَىٰ لِقَدْرَائِي مَنَ آيَاتِ رَبِّهِ السَّكْرَىٰ** اپنے رب کے بڑے بڑے نشان شاہدہ کئے۔ اور اس شاہدہ میں کون عطا کی بیشی کہ نہیں ہوتی۔ جو دیکھا ٹھیک دیکھا۔ ولتقد راہ بلافتق المبين وما هو عظيم الغيب البصيرين (ذکورہ) وہ جسے علم غیب میں سے واقف ہوا دیا گیا۔ تاہم زمانہ کی منزلت کو دور کرنے کے لئے وہی شکل بنے۔ اور مردہ ایمان میں زندگی کی روح چھوٹنے کے لئے تازہ تازہ نشانوں کا سامان مہیا کرتا ہے۔ کیا ایسے شخص کا مقابلہ وہ اندھا انسان کر سکتا ہے۔ جس نے اپنے نفس سے خدا کو کچھ نہ دیا جو۔ **أَمْ كَفَىٰ بِلِقَابِ رَبِّنَا نِجَاتِي وَعَنَافَتِي مَوْتِي وَ** **إِنَّا هُنَّ أُمَّاتُ مَوْتِي وَأَنَا كَاتِبٌ وَ** **تَزِينُ وَأَنَا ذَكَرْتُ الْخَيْرِي**۔ **وَأَنْ كَيْفَ يَلْقَىٰ لِلنَّاسِ إِلَّا مَنَ سَخِي وَأَنْ تَعْبَهُ سَخِي وَيُؤَىٰ ثُمَّ يَجْزِيهِ أَمْزَانُ الْوَدَىٰ وَأَنْ أَلَىٰ رَبَّكَ الْغَنَىٰ** جس نے اپنے نفس سے اپنی جان قربانی کے مطابق۔ اور ابراہیم

کو دیا گیا اس کی قربانی کے مطابق۔ ہر نفس کو جزا سزا اس قاعدہ کے مطابق ملتی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزا نے اپنی بڑھ چڑھ کر دی گئی۔ (۷) الحی ربنا **الْمَعْدُ تَعْلَىٰ** کہ خود خدا اس کی جزا میں لیا۔ **أَعْلَىٰ وَ أَسْفَىٰ**۔ اتنا دیا کہ اسے سیر کر دیا۔ اور اس کو اپنا لیا۔ اور یہ اس لئے ہوا۔ کہ اس کا مرنا اور مینا خدا کے لئے تھا۔ جب کہ خدا قائلے فرماتا ہے۔ **قُلْ إِنْ مَسَّوْجِي وَ نَسِيْجِي وَ نَحْيَانِي وَ تَعْمَانِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**۔ کہو میری ناز اور میری عبادت اور قربانیاں اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔ یعنی میں اپنے وجود سے اپنے خدا کے لئے اور اس کی مخلوق کے لئے ہوا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ **” غرض یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب نام پر ایک بڑی دلیل ہے اور یہ آیت بتلا رہی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر خدا میں گم اور محو ہو گئے تھے۔ کہ آپ کی زندگی کے تمام انھاس اور آپ کی موت محض خدا کے لئے ہو گئی تھی۔ اور آپ کے وجود میں نفس اور مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہیں رہا تھا۔ اور آپ کی روح خدا کے آستانہ پر ایسے اظہار سے گری تھی۔ کہ اس میں غیر کی ایک ذرہ آمیزش نہیں رہی تھی۔ پس اس طرح آپ نے اس شرط کے ایک حصہ کو پورا کیا جو شفیق کے لئے ایک لازمی شرط ہے۔ اور آخری فقرہ آیت مذکورہ بالا کا یہ ہے۔ کہ میرا جیسا اور میرا مرنا اس خدا کے لئے ہے جو تمام جہانوں کی پرورش میں لگا ہوا ہے۔ میں یہ اشارہ ہے۔ کہ میری قربانی میں تمام جہان کی بھلائی کے لئے ہے۔“ (رحمہ ص ۲۲۲)**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت سے بہت شوقا خدا فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح خدا میں فنا ہوئے۔ اور اسی طرح مخلوق کی بھلائی میں فنا ہوئے۔ اس لئے خدا نے آپ کو شفیع الہی بنایا۔ اور اس غایت درمندان اللہ ہونے کی وجہ سے آپ کی رحمت کو انجائیت اور آپ کی اطاعت کو الہی اطاعت قرار دیا۔

زبان منطقت محمدیہ کہ کمال اتحاد پیکر اوشد سراسر صورت رب رحیم توجہ۔ وہ دلبر میں کچھ ایسا محو ہوا۔ کہ اس کا کوئی لاک وجود نہ رہا۔ حتیٰ کہ کمال اتحاد کا دھ سے اس کا وجود خدا قائلے ہی کا جو رحیم ہے وجود بن گیا۔

ہوئے محبوب حقیقی مید زان روئے پاک ذات عفتان صفا تشر مشہر ذات قدیم توجہ۔ اس پاک چہرے سے جو محبوب حقیقی کی خوشبو آتی ہے۔ اسکی خدائی صفات دال ذات خدا قائلے کی مشہر ہے۔

کہو یہ مسووم کند سر بلے الحی و فضل چوں دلے احمد نے نیم دگر مشیں عظیم توجہ۔ خواہ کون مجھے لحد اور گمراہ ہی کیوں نہ کیے میں تو ہی کہہ گا کہ میں احمد کے دل میں کون عرض عظیم نہیں جانتا

صفت ایزوراکر من بر غم اہل روزگار حد بلار اسے خورم از ذوق آل میں آنیم توجہ۔ خدا قائلے کا اعان ہے کہ میں تمام دنیا لوگوں کے ارادوں اور خواہشوں کے خلاف کما لغتوں کے چشمہ کے خز سے لے رہا ہوں۔ اور اس کے لئے ہر ایک طرح کی مصیبت کو عین راحت سمجھ کر اسے اختیار کر رہا ہوں۔ (محمد ص ۲۲۲)

مغضور فرماتے ہیں۔ ” عقیدہ کہ رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محو صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ہے اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر روزی طر سے محبت کی جا رہی ہے۔ کیونکہ فادام اپنے مخدوم سے جدا نہیں۔ اور نہ شاخ اپنی بیج سے جدا ہے۔ پس جو کمال طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے ہی کا لقب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا ضلع انداز نہیں۔ جب کہ ختم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھے۔ تو خود نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایک ہی ہو۔ اگر یہ بطور مد نظر آتے ہیں۔ صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو اب یہی خدا کے مسیح موعود میں چاہا۔“ (رحمہ ص ۲۲۲)

خاتم النبیین کے معنی حضور فرماتے ہیں۔ ” یہ مسلمانوں میں تحت زان اور برصحت وہ لوگ ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الہی فیض سے ایسا اپنے میں محو ہوتے ہیں۔ کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نوعذ بانلہ زندہ چراغ ہیں بلکہ مردہ چراغ ہیں۔ جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں کہ ہوسلے فی چراغ ہمارا جن کی پیروی سے خدا ہی چراغ ہو گئی اور مسیح اس کی پیروی میں برکت تک کہ اسکے اولاد تو ریت کے حکام کو بھی لاک اور موسے کی شریعت کا جزا اپنی گردن پر لے کر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا۔ مگر ہمارے مسید مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی۔ بلکہ ایک طرف تو آپ سب امت ماکان محمد اباحسد من دجالکم اولاد زہیزہ سے جو جسمانی یا گوارا الہی محروم رہے۔ اولاد دوسری طرف روحانی اولاد بھی آپ کو نصیب نہ ہوئی۔ جو آپ کے روحانی حالات کو ادارت ہوئی۔ اور خدا قائلے کا یہ قول دکن رسول اللہ و خاتم النبیین ہے شہرہ را۔ ظاہر ہے کہ زبان عرب میں لکن کا لفظ اشتراک کے لئے آتا ہے یعنی جو امر حاصل نہیں ہو سکا۔ اسکے حصول کی دوسری پیرا میں خبر دیتا ہے جس کے رو سے ہر آیت کے یہ شہرہ ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ زہیزہ اولاد کوئی نہیں تھی۔ مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی۔ اور آپ نبیوں کے لئے ہر عظیم ائے گئے ہیں۔ یعنی آئینہ کوئی نبوت کا کمال۔ بجز آپ کی پیروی کی شہرہ کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنی تھے جن کو ان کا نبوت کے آئینہ فیض سے انکار کرنا گیا۔ حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سراسر مذمت اور تصدیق ہے۔ کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے۔ کہ وہ دوسرے شخص کو کمال طور پر نبوت کے کمالات سے متفق کرے۔ اور روحانی طور میں اسکی پوری پرورش کرے۔ و کھلا دے۔ وہی پرورش کی غرض سے ہی آتے ہیں۔ اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لیکر خدا شامی کا دودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا۔ تو نفعی بانلہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ مگر خدا قائلے نے تو قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر رکھ دیا ہے۔ جو درودوں کو روشن کر دے۔ اور الہی روشنی کا اثر لاکو دہر دن کو اپنی مانند بنادیتا ہے۔ اور اگر نفوذ بانلہ بظہر صلی اللہ علیہ وسلم میں فیض روحانی نہیں۔ اگر دنیا میں آپ کا مجرت ہوا ہی عیش ہوا۔ لو کہ طرف خدا قائلے بھی دھوکہ دینے والا ظہر۔ جس سے دعا تو یہ ہو سکتی۔ کہ تم تمام نبیوں کے کمالات کو

مگر دل میں ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا۔ کہ یہ کمالات دینے جائیں گے۔ بلکہ یہ ارادہ تھا کہ ہمیں کئے لئے انصار رکھا جائیگا۔

لیکن اسے مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ کہ ایسا خیال سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ اگر اسلام ایسا ہی مردہ مذہب ہے تو کس قوم کو تم اس کی طرف دعوت کر سکتے ہو۔ کیا اس مذہب کی لاشیں جا پانے جاؤ گے یا یورپ کے سامنے پیش کرو گے۔ اور ایسا کون بے خوف ہے۔ جو ایسے مردہ مذہب پر عاشق ہو جائے گا۔ جو بمقابلہ گذشتہ مذہبوں کی ہر ایک برکت اور روحانیت سے بے نصیب ہے۔ گزشتہ مذہب میں عورتوں کو بھی لہرام ہوا جبکہ موسیٰ کی ماں اور مریم کو۔ مگر تم مرد ہو کہ ان عورتوں کے برابر بھی نہیں بلکہ اسے نادانوں اور انکھوں کے انصاف سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید مومنی اس پر ہزاروں سلام) اپنے افاضہ کے دوسے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔ کیونکہ گزشتہ جنہوں کا افاضہ ایک حد تک آ کر ختم ہو گیا اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں۔ کوئی ان میں زندگی نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔ (رحمہ اللہ ص ۲۲۲ تا ۲۲۷)

اور حضور فرماتے ہیں:-
سید شاہان آنکھ نامش مصطفیات
رہبر ہرگز مرہ صدق و مصفاست
ترجمہ:- ان کا سوا جس کا نام مصطفیٰ ہے ہر ایک صدق و مصفا ہے اور گروہ کا سردار ہے سے جو خدا رہنے حق دروئے او بوئے حق آید زبام و کونے او

ترجمہ:- آپ کے چہرہ میں خدا تاملے کا چہرہ چمکتا ہے۔ اور آپ کے درو دیوار سے خدا تاملے کی خوشبو آتی ہے۔

ہر کمال رہبری بروئے تمام پاک روؤ پاک رویاں را امام ترجمہ:- ہادی و رہنما ہونے کا ہر ایک کمال آپ پر ختم ہے۔ آپ پاک رو ہیں اور پاک رو لوگوں کے امام ہیں۔

اسے خدا اسے جاہ آزار ما گن شفاعت لے او دیکھو رام ترجمہ:- اسے خدا اسے ہمارے دکھوں کے

علاج۔ ہمارے معاملہ میں آپ کی شفا عتیں تیسرا اور قبول فرما۔

ہر کہ ہر شش در دل و جان شفتہ ناگہاں جانے در ایما ششفتہ

ترجمہ:- جس کے جان و دل میں آپ کی محبت داخل ہو جائے۔ فوراً اس کے ایمان میں جان پڑ جاتی ہے۔

انکہ اورا غفلتے گیسرد برہ نیستش چون روئے احمد ہر وہم

ترجمہ:- جس شخص کو دین کے راستہ میں کسی قسم کی غفلت روک ہو۔ اس کے لئے احمد کے چہرے جیسا نور بخش نہ کوئی سورج ہو سکتا ہے نہ چاند۔ تا بعیش بحمد معافی سے شود از زمینی آسمانی سے شود

ترجمہ:- آپ کا متبع باطنی علوم کا سمندر بہن جاتا ہے۔ اور زمینی ہونے کی حالت سے نکل کر آسمانی بن جاتا ہے۔

ہر کہ در راہ محمد ذوق قدم انبیا را شد مثیل آن محترم

ترجمہ:- جس نے محمد کی راہ میں قدم مارا۔ وہ واجب الاحرام شخص نہیں کہ پیش بن گیا۔ (رحمہ اللہ) ہر روحانی نعمت زامن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے

یہ شرح ہے۔ اس آیت جلیلہ کی جو ہمارے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے درمیان محل نزاع بن گئی تھی یعنی آیت عن لیلیم اللہ والرسول فاولیاء مع الذین اتبعوا اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصابغین وحسن اولیاءک سنیقاک۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اور یہی سچ ہے کہ ہر قسم کی نبوت روحانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ اور اطاعت سے وابستہ ہے۔ ہمارے اس عقیدہ کی سمجھائی کے متعلق تازہ شہادت جو ہمارے سامنے پیش ہوئی ہے۔ اسے ان الفاظ میں پڑھ سن لیا جائے جو حضرت سید علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں ہے:-

آں رسولے کش محمد مست نام حامن پاکش بدست مام مدام

ترجمہ:- وہ رسول جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس کا پاک دامن ہر وقت ہمارے ماتھے میں ہے۔

ہمراہ با تیر شد اندر بدن حال شد و اجان مد خواہد شد

ترجمہ:- آپ کی محبت ماں کے دودھ کے ساتھ۔ یعنی پیدائش کے دن سے میرے وجود کے اندر داخل ہے۔ اس لئے وہ میری جان بن گئی ہے۔ اور مرنے کے وقت جان کے ساتھ ہی جا چکی۔

ہست او خیر ازل غیر الانام ہر نبوت ما برد شد اختتام

ترجمہ:- آپ تمام رسولوں سے اور تمام خلفت سے بہتر ہیں۔ نبوت کا ہر ایک شعبہ آپ پر ختم ہے مانزو نوشیم ہر آئیے کہ ہست

زوشد میراب میرا ہے کہ ہست

ترجمہ:- فیضان الہی کا ہر ایک پانی ہم آپ کے ظلیل پیٹتے ہیں۔ جو بھی میرا ہے ہوا ہے آپ ہی سے ہوا ہے۔

آنچہ مارا دمی و ایمانے بود آں ناز خود از ہماں جا بود

ترجمہ:- جو بھی ہیں دمی یا اشارہ ہوتا ہے۔ وہ براہ راست نہیں بلکہ آپ ہی کے فیضان سے ہوتا ہے۔

ما ازو یا بجم ہر نور و کمال وصل و مدار ازل سے او حال

ترجمہ:- ہر ایک نور اور کمال ہم آپ ہی سے پاتے ہیں۔ خدا تو مالے کا وصل بغیر آپ کے نامکن ہے۔

اقتدائے قول او در جان ماست ہر چہ ز وثابت شود ایمان ماست

ترجمہ:- آپ کے فرمودہ کی پیروی کرنا ہماری جان میں داخل ہے۔ جو بات آپ کی طرف سے ثابت ہو جائے اس پر ہمارا ایمان ہے۔

الغرض فرقان ما برد دین ماست او انیس خاطر غمگین ماست

ترجمہ:- الغرض قرآن شریف پر ہمارے دین کا دار و مدار ہے۔ وہ ہمارے غمگین دل کا انیس بچھین عشقم بروئے مصطفیٰ دل پر وجوں مرغ ہوسے مصطفیٰ

ترجمہ:- اسی طرح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھے عشق ہے۔ میرا دل مصطفیٰ کی طرف پرندے کی طرح پرواز کرتا ہے۔

نامرا داوند از شش خبر شد و دم از عشق او زیر و زبر

ترجمہ:- جب سے میں آپ کے حسن سے آگاہ ہوا ہوں۔ تب سے میرا دل آپ کے عشق سے پریشان اور سراپا ہے۔

منکہ سے بیخ ریح آں دلبر سے جاں نشاغم گر دہ دل دگر سے

ترجمہ:- چونکہ میں اس دلبر کا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ اس لئے دوسرا اگر صرف ناشاق ہوتا ہے۔ تو میں اپنی جان بھی قربان کرنا ہوں۔

ساقی من بہت آں جاں پروک ہر زمان مستم کند از ساغر سے

ترجمہ:- میرا ساقی وہی جان پرورد ہے۔ وہ ہر وقت مجھے نیا جام پلاک مست کر رہا ہے۔

مخوردے اوشداست این دشمن بوئے او آید زبام و کونے من

ترجمہ:- میرا منہ آپ کے چہرے کے دیدار کے لئے وقف ہو چکا ہے۔ میرے درو دیوار سے آپ کی خوشبو آ رہی ہے۔

بسکہ در عشق او تم نہاں من ہانم۔ من ہانم من ہاں

ترجمہ:- چونکہ میں آپ کے عشق میں اپنے وجود سے فنا شدہ ہوں۔ اس لئے میں وہی ہوں اور بالکل وہی ہوں۔

جان من از جان او با بد غذا از گریباغم عیاں شد آں ذکا

ترجمہ:- میری جان اس کی جان سے غذا پاتی ہے۔ وہ آفتاب میرے گریبان سے ظاہر ہوا ہے۔

احمد اندر جان احمد شد پدید اسم من گردید آں اسم وحید

ترجمہ:- وہ احمد اس احمد میں ظاہر ہوا ہے۔ اور اس کیلئے کا نام میرا ہی نام بن گیا ہے۔ (مخامد ص ۲۶ تا ۲۸)

ہندو اور سکھ اصحاب کپتے

دفتر تبلیغ کو ایسے علم دوست ہندو اور سکھ اصحاب کے بتوں کی ضرورت ہے۔ جو مذہب سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ اصحاب جماعت میں قدر جلد ملنے ہوتے ارسال فرمائیں۔ دفتر تبلیغ کی طرف سے ان کی خدمت میں ضروری لٹریچر ارسال کیا جائے گا۔ اور ان سے خط و کتابت بھی کی جائیگی۔ (ذافر دعوت و تبلیغ)

ترسیل زر اور انتظامی امور

کے متعلق منجر الفضل کو مخاطب کیا جائے۔ تاکہ ایڈیٹر کو۔

جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس مجاہد اسلام

وفات علیح کے متعلق نہایت اہم انگریزی تصنیف

تبلیغ یورپ میں حصہ لینے کا نادر موقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اہم مفصلہ کر صلیب اور تقصیر عیسا کو گرا کر اسلامی عمل فقیر کرنا ہے۔ اور عیسا کی بنیاد پر مشعل صلیب موت ہے جیسا کہ پولوس نے لکھا ہے۔ اس کا مریخ مردوں کی نہیں تھا۔ تو ہماری تبلیغ بھی ہے فائدہ اور ہمارا ایمان بھی ہے۔ میں اپنے تجربہ کی بنا پر یہ کہتا ہوں۔ کہ موجودہ عیسا نبوت کی موت اسی ایک بات میں منحصر ہے۔ کہ یہ ثابت کیا جائے۔ کہ حضرت مسیح صلیب موت سے بچ گئے تھے۔ اور آخر کار طبعی وفات پائی۔ اور یہ مسئلہ عیسا میان یورپ کے لئے انشا اللہ تعالیٰ الیہ ہی مفید و موثر ثابت ہوگا۔ جیسا کہ مسلمانان ہند کے لئے حضرت مسیح صلیب کی طبعی وفات کا مسئلہ موثر ثابت ہوگا۔

میں نے اس موضوع پر کہ حضرت عیسیٰ نے کس جگہ وفات پائی؟ ایک کتاب لکھی ہے۔ جو جوڑی کے آخر میں انشا و اللہ تعالیٰ چھپ کر تیار ہو جائے گی۔ یہ کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں اناجیل سے پانچ دلائل دئے گئے ہیں۔ جن سے ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح صلیب پر سے زندہ اٹار لئے گئے تھے۔ دوسرے باب میں اناجیل کی شہادت کو ایک مقدمہ کی صورت میں لکھا گیا ہے۔ جس کا دو جوں نے فیصلہ کیا ہے۔ فیصلہ میں چاروں مؤلفین اناجیل کے بیانات میں جو اختلافات اور تناقضات متعلقہ واقعہ صلیب میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں سڈنی کے ایک سچ اور ایک مشہور جرنل پر بدفہمی کی انجیلی بیان کی معقول تشریح درج کی گئی ہے۔ جس میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ مسیح صلیب پر سے زندہ اٹار لئے گئے تھے۔ اور آخر کار طبعی وفات پائی۔

چوتھے باب میں سوڈن کے ایک مشہور ڈاکٹر کی تحقیق درج کی گئی ہے۔ جس میں اس نے اناجیل کی عبارات متعلقہ واقعہ صلیب کی طبی لحاظ سے تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے۔ پانچویں باب میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مسیح آسمان پر نہیں گئے۔ چھٹے باب میں اس امر پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ کہ مسیح کی صلیبی موت اور ان کے آسمان پر جانے کا عقیدہ

جاننے کا ایسا آنا مضبوط ہے۔ اپنے واقعات کو جس خوبی اور زور دار پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ *must demand attention and consideration* میری رائے میں وہ ضرور لوگوں کی توجہ اور فکر کو جذب کرنے والا ہوگا۔ چنانچہ ڈاکٹر ڈڈلی رائٹ نے دو صفحہ کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ اسی چند روز ہوئے مجھے ایک عیسائی نے میرا اشتہار "مسیح کی قبر ہندوستان میں" پر پڑھنے کے بعد نہایت جوش میں آکر خط لکھا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ بہت سی طباعت میں اس سے ایک فکری تہیجان پیدا ہوگا۔

ضرورت ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کثیر تعداد میں کی جائے۔ اور پریس۔ لائبریریوں بشپوں اور پادریوں کو یہ کتاب مفت بھیجی جائے۔ اس لئے میں عزیز م سید محمد اقبال سٹاہ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے خود ہی اس کے متعلق میگا ڈی برٹش ایٹ اخرفیقہ سے لکھا ہے۔

کہ وہ اس غرض کے لئے اپنے دوستوں کو تحریک کر کے ایک مہینے کے میں اس کتاب کو لکھنے پادریوں غیرہ کو مفت بھیجے جائیں۔ یہ تجویز نہایت اچھی ہے۔ اور اگر دوسرے ذی قدرت دوست بھی اس کا رخصت میں حصہ لیں۔ اور پانچ سو یا ایک ہزار کی تعداد پوری کر دیں۔ تو ایک ماہ تک اتنی تعداد اور زیادہ چھپوائی جاسکتی ہے۔ مطبعہ دار نے مرتبہ حروف کو کتاب کی اشاعت کے ایک ماہ بعد تک رکھ سکتے ہیں۔ اس وقت دو ہزار کی تعداد میں چھپوائی جارہی ہے۔ اور اس کی قیمت ہندوستان میں ڈیڑھ روپیہ فی کتاب اور محض لاکھ ہوگی۔ اور دوسرے ممالک میں وہ شنگل چھپنٹس۔ جو درست جتنی تعداد میں اس کتاب کی کا پیاں یہاں تقسیم کرانے کی نیت سے خریدنا چاہیں۔ وہ سیکرٹری تبلیغ تحریک جدید کو رقم بھیج دیں۔ یا براہ راست یہاں روانہ کر دیں۔ اور ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام خاک رطلال الدین شمس۔

فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا۔ ترک رکھنا ہے فریضہ خدا

زکوٰۃ کا ادا کرنا ایک الیافین ہے۔ جسے بنائے اسلام میں رکھا گیا ہے۔ اور ہر وہ شخص جو صاحب نصاب ہے۔ یعنی اس کے پاس اس قدر مال ہے۔ جس پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔ توجہ تک وہ اس فرض کو ادا کرتے ہوئے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتا۔ اس کا اسلام اور ایمان کامل نہیں ہوتا۔ جس طرح ایک شخص نماز نہ پڑھنے سے گنہگار ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے ادا نہ کرنے سے انسان گنہگار ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کی ایسی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ کہ جہاں پر نماز کا حکم دیا ہے۔ وہاں پر اس کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ *واقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ و اراکموا مع المراکعین* (لغزوع) کہ نماز پڑھا کرو۔ اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ اسی طرح سورہ بقرہ کے ابتدا میں متقی انسانوں کی یہ صنعت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ پھر صرف یہ کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف ہی توجہ دلائی گئی ہے۔ بلکہ وہ لوگ جو اس فریضہ میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ ان کے لئے عذاب کی وعید بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا *والذین یسئلون المذہب و الفضة و لا یتفقو نہما فی سبیل اللہ فبئس شرھم بعد ذاب الیم*۔ (توبہ ۵۴) کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں اس سے کچھ ادا نہیں کرتے۔ تو انہیں قیامت کے دن دردناک عذاب کی خبر دے دو۔ اس کے بعد بیان کیا گیا ہے۔ کہ قیامت کے دن اس مال کو جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی۔ آگ میں گرم کیا جائے گا۔ اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے جسموں پر درخ دیا جائے گا۔ اور اس طرح اس سے عذاب ہوگا۔

پس ہر وہ انسان جس کے پاس اس قدر مال ہے۔ کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ ضروری ہے۔ کہ اس سے زکوٰۃ ادا کر کے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرے۔ اور اس کی سزا سے اپنے آپ کو بچائے۔ زکوٰۃ کے متعلق مسائل معلوم کرنے کے لئے اگر کسی دوست کو ضرورت ہو۔ تو دفتر بیت المال سے رسالہ مسائل زکوٰۃ مفت طلب کر سکتے ہیں۔ (ناظر بیت المال)

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیزہ کا چیلنج تفسیر نویسی

مولوی محمد علی صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیزہ کا چیلنج تفسیر نویسی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضور کے مخالفین کے لئے ایک عجیب حدیث اور یہی کا باعث بنا جو اسے نہ اسے منظور کرتے بن آتی ہے اور نہ نظر انداز کرتے۔ منظور کریں تو مقابلہ میں عہدہ ہوا ہونا مشکل بلکہ ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ منظور نہ کریں تو حاشیہ نویسوں کو اطمینان اور تسلی کیونکر دیں۔ عرض نہ پائے رفتی نہ جائے نہ اندر کی حالت ہے۔ اس کے بعد اس چیلنج کا جواب دینے کے لئے ادھر ادھر ہفتادوں مارتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک دوسری قابل ذکر اصحاب میں جنہوں نے تحقیقی رنگ میں تو نہیں مگر ناقصی طور پر اس چیلنج کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ ایک ان میں سے مولوی محمد امجد علی صاحب امیر خیر مباحثین ہیں۔ اور دوسرے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔

مولوی محمد علی صاحب نے دو باتیں پیش کی تھیں۔ اول یہ کہ اس زمانہ میں معارف قرآن بیان کرنے کا نشان صرف حضرت سید محمد علی علیہ السلام کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسری یہ کہ ان آیات کی تفسیر نویسی میں مقابلہ ہونا چاہیے۔ جن کے معنوں میں گذشتہ فرمایا بیسیٹھ برس سے مولوی صاحب کا جماعت احمدیہ سے اختلاف چلا آتا ہے۔ پہلی بات کے جواب میں ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضرت سید محمد علی علیہ السلام نے یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ معارف قرآنی بیان کرتے کا نشان صرف میری ذات کے ساتھ مخصوص ہے؟ نیز حضرت اقدس کی واضح تحریرات مولوی صاحب کے اس ادعا کے خلاف پیش کی گئیں۔ دوسری بات کے جواب میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیزہ نے فرمایا کہ آیات کا انتخاب قرعہ اندازی سے کیا جائے۔ جو آیات نکلیں ان کی تفسیر لکھی جائے۔ اختلافی آیات کے متعلق چونکہ انسان کی ایک رائے قائم ہو سکتی ہے۔ اس لئے ان کی تفسیر میں معارف کا صحیح اندازہ

نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر مولوی صاحب میرا یہ چیلنج منظور نہیں کر سکتے۔ تو صاف لکھ دیں کہ میں یہ چیلنج منظور نہیں کرتا۔ پھر اپنی طرف سے اختلافی آیات پر مقابلہ کرنے کا چیلنج دیدیں۔ میرے چیلنج میں ان کو ترمیم کرنے کا کوئی حق نہیں۔

یہ جوابات گذشتہ فرمایا جا رہا ہے کہ عہدہ سے "افضل" میں بار بار پیش کیے گئے ہیں۔ مگر مولوی صاحب کی طرف سے ابھی تک ان کا کوئی جواب شائع نہیں ہوا۔ اور وہ ایسے خاموش ہوتے ہیں کہ گویا مہم میں زبان ہی نہیں۔ اس کا صاف مطلب ہے۔ کہ وہ اپنے تئیں امر علیہ ان میں آنے کے ال نہیں سمجھتے۔ اور چونکہ اس ضمن میں جو کچھ لکھتے رہے ہیں وہ صرف حدائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش تھی اب مولوی ثناء اللہ صاحب کا حال سنئے۔

پہلے انہوں نے لکھا۔ کہ نہ لکھو قرآن پاس رکھنے کی اجازت ہوگی نہ لغات اور نہ کوئی تفسیر کی کتاب۔ لیکن جب ان پر اس شرط کی نامعقولیت ظاہر کی گئی۔ کہ مقابلہ تو ہے اور اچھو نے معارف بیان کرنے میں ہے۔ پھر ان کتابوں کو پاس نہ رکھنے کی شرط کے کیا معنی ہیں؟ بلکہ یہ سبھی ثابت کیا گیا۔ کہ ان کتابوں کو پاس رکھا اس مقابلہ کے لئے ضروری ہے۔ تو اب آپ نے ارا جواب جو کہ "الچی بیٹ" مؤرخ ۱۴ دسمبر میں لکھا ہے کہ اچھا یہ کہ میں رکھ لی جاؤں۔ مگر یہ شرطیں ضروری ہیں وہ نکات اور معارف جو فریقین بیان کریں گے لغت عرب کے تحت ہوں گے۔" (۲) "دقت محمد و جوگا" (۳) "بنا لہ سلا جو ریا امرتسری آجاؤ"

پہلی شرط میں مولوی صاحب معرفت نے لغت عرب کو کلی حروف میں لکھ کر اس پر بڑا زور دیا ہے جو بالکل بے عمل ہے۔ کیونکہ لغت عرب کو چھوڑ کر قرآن مجید کے نکات اور معارف بیان کرنا ایک صحیح جزا امر ہے یہ تو ایسی ہی شرط ہے جیسے کوئی بشرط پیش کرے کہ قرآن مجید کے نکات اور معارف

بیان کرتے ہوئے کوئی ایسی بات بیان نہ کی جائے جو خدا تعالیٰ کے رب العالمین یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول پر حق ہونے کے خلاف ہو۔ آخر جو شخص نکات و معارف قرآن مجید بیان کرے گا وہ لغت عرب کو کیسے نظر انداز کر سکتا ہے۔ اور اگر وہ ایسا کرے گا۔ تو دنیا خود دیکھ لے گی۔ کہ مقابلہ میں کس نے غلط طریق اختیار کیا ہے عرض مولوی صاحب کی یہ شرط بالکل غیر ضروری ہے۔ اور اس پر ان کا زور دینے کا مطلب تو بالکل سمجھ سے بالا ہے۔

"دوسری شرط کے متعلق ہماری گزارش یہ ہے کہ جب حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیزہ کا دعویٰ یہ ہے کہ میں اپنے مد مقابل سے کم از کم دو گئے نئے اور اچھوتے معارف قرآن مجید بیان کروں گا۔ تو دقت کی قید کو لگایا جائے اور صاحب ہو سکتی ہے۔ عرض کیجئے آپ کا علم ایک آیت کے متعلق اس قدر محدود ہے۔ کہ آپ اس کی تفسیر یہ دس منٹ لگائیں گے۔ مگر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیزہ پر خدا تعالیٰ اس کے ایسے معارف کھولے کہ وہ دس گھنٹوں میں بھی ضبط تحریر میں نہ آسکیں۔ تو کیا اس صورت میں دقت کی حد بندی درست ہوگی؟ اصل مقابلہ تو نئے معارف قرآنی کی کثرت کے بیان میں ہے۔ نہ اس بات میں کہ دقت کون کھوڑا لیتا ہے۔ جتنے کوئی زیادہ معارف قرآن بیان کرے گا اتنا ہی وہ دقت زیادہ لے گا۔ اور دنیا کو بھی اسی میں رکھانی فرمادہ ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ معارف قرآنی سامنے آئیں۔ چھوڑو دقت کی قید لگانا تو دنیا کو قرآنی علوم سے محروم کرنے کی کوشش کے مترادف ہے۔ پس مولوی صاحب ایسی شرط کیوں لگاتے ہیں جو سرے سے اس

مقابلہ کی روح ہی کے خلاف ہے۔ اور دنیا کے لئے بھی مفید نہیں بلکہ مضر ہے۔

تیسری شرط بھی بالکل نا واجب اور مولوی صاحب کے منہ کی اکھاڑے بازی کی آئینہ دار ہے۔ کیوں نہ فریقین اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر تفسیر لکھیں۔ آیات کا انتخاب قرعہ اندازی سے ہوگا۔ اس کے لئے فریقین کے نمائندہ کسی جگہ اکٹھے ہو کر قرعہ اندازی سے آیات کی تعیین کریں۔ اور پھر دونوں مد مقابل اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر ان آیات کی تفسیر لکھیں۔ جب لکھ چکیں تو دونوں بروئے یکی کی طور پر کئی فی شکل میں شائع کر دیئے جائیں۔ یہ آسان اور سیدھی راہ ہے جس میں نہ کسی اہتمام کی ضرورت ہے۔ اور نہ اکھاڑے بازی کی۔ لاہور امرتسر یا تاملہ میں فریقین کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟

خلافہ کلام یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی پیش کردہ یہ تینوں ہی شرطیں بے ضرورت اور بے معنی ہیں۔ اگر وہ فی الواقع اپنے آپ کو اس مقابلہ کا اہل سمجھتے ہیں تو یہ سہ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں کا طریق چھوڑ کر مردیہ ان میں۔ اور تفسیر نویسی کے مقابلہ میں نکلیں۔ ہم اس دن کے لئے چشم بہ راہ میں کہ کوئی باجمت اس مقابلہ میں تاحق و باطل میں اختیار ہو سکے۔ اور دنیا ان بے نظیر اور نئے معارف قرآنی سے بہرہ اندوز ہو جو ہمیں انہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس روحانی علمی مقابلہ میں حضرت

امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیزہ پر منکشف فرمائے گا۔ کیا کوئی ہے جو ہماری اس خواہش اور آرزو کو پورا کرنے کا ذریعہ بنے۔

حاکم علی محمد امیر

۲۶ چھبیسویں مجلس مشاورت کا انعقاد

جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حسب منظور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی الصلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۹-۲۰-۲۱ ماہ شہادت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی چھبیسویں مجلس مشاورت ۱۹-۲۰-۲۱ ماہ شہادت ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹ تا ۲۱ اپریل ۱۹۵۴ء بروز جمعہ - ہفتہ - اتوار بمقام دارالافتاء منعقد ہوگی۔ جماعتیں انہی سے تیار کی شروع کر دیں۔

سنگھری مجلس مشاورت

اشتراکیت اپنے اصلی روپ میں ان حالات میں جماعت احمدیہ کا فرض

اشتراکیت کی عالمگیر طوفانی امواج تمام دنیا کو اپنی رومیں بہاے جانے کے لئے شدت کے ساتھ حملہ آور ہو رہی ہے۔ بیسیلاب اگرچہ یورپ اور خصوصاً روس کی انقلابی گھاٹیوں سے نکلا۔ مگر اس کے اثرات اور وبائی جہانیم دنیا کے تمام ممالک میں پہنچ چکے ہیں۔ دور کیوں جائیں گد مٹنے دوڑوں عالمگیر جنگیں اگرچہ اقتصاد کی اسباب کی بنا پر سرحدوں پر وجود میں آئیں اور لڑائی نہیں لگے ان کی تشکیل ان خاص مشقت خیز نظریوں اور لڑائیوں کی رومیوں منٹ ہے۔ جو ایک مدت دراز تک اشتراکی اندازے کی صورت میں آہستہ آہستہ طاقت پکڑتے رہتے ہیں۔ اور جب وہ مادہ بالکل تیار ہو جاتا ہے۔ تو سطح پر آ کر ایک عجیبی تعلیم پر پا کر دیتا ہے۔ ان انفرادی عالمگیر جنگوں کا پس منظر بھی وہی کارل مارکس اور اس کے مہم جوئیوں کے انقلابی رجحانات اور نظریے ہیں۔

روس چونکہ دنیا کی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ اس لئے نظر ثانی اس کے پیش کر وہ مکمل مسافہ کے اصول اور مردوں کی حمایت وغیرہ کے اعلان دنیا کو اپنی طرف مائل کر رہے ہیں۔ انفاق سے سرمایہ داروں کے مفالم جو غریب کھانوں پر عرصہ دراز سے کتے رہے ہیں اس تحریک کی قبولیت میں بہت حد تک عداوت ثابت ہو گئی ہے۔ دنیا کے دوسرے ممالک برطانیہ اور امریکہ۔ فرانس اور دوسرے متحدہ امریکہ نے اس خطرہ سے عوام کو آگاہ کیا جس کے نتیجہ میں وہ بہت حد تک اس امواج سے محفوظ رہے۔ اس وقت ہندوستان میں بھی اس روئے خیر سمجھتی طور پر اشکی ہے خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ اس تحریک کا بڑا حمایتی ہے۔ وہ بڑے لگھے اور بھرپور ہوتی ہوئی وقت مردوں کی مجلسی کو دیکھ کر خوب آگے ہیں اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں اس کے حقوق کی خاطر اپنے مومن کا آخری قطرہ بہاؤ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کا عمل اس بات کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ دوسروں کے سامنے نہ لے سکتے۔ خود عمل کرنے یا دوسروں سے عمل کرانے کے لئے نہیں۔ توکل و فعل میں اس قدر تفرق ہے کہ خدا کی پناہ۔ وہ خود عرصہ دراز سے مزدور کے خون اور

پیسے کی کمانی سے عیش و عشرت کے ماہان حاصل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اپنے نوکروں سے وہ سلوک روا رکھتے ہیں۔ کہ ان کی بیڈری اور مزہ دور پرستی خود شرمندگی میں ڈوب جاتی ہے۔ اس تحریک کے حامیوں میں ہندوستان کے ادیب اور شاعر پیش پیش ہیں۔ شاعری اور ادب میں ہر وہ بدعت جو اپنے اڑ کے کاٹنے سے قومی مفاد کے لئے مضر ہوتی ہے اس کو حدت کا نام دیتے ہیں۔ اور اس حدت طرازی کے آڑ میں وہ گل با پیشوں کو لیتے ہیں۔ کہ شرافت اور انسانیت محترمہ اٹھتی ہے۔ مثال کے طور پر ذیل کے اشعار کو پڑھیے۔ پھر قومی اور ملی مائل کی طرف نظر کیجئے۔ اور احمدی جماعت کو چھوڑ کر ان کے مدعوں کا تیریاں کیجئے۔ تو آپ کا ہر سو جا بیکہ کہ ایک ہم قائل پر پائیگا ہے جس پر ادب اور شاعری کی جلالت چڑھائی ہوگی۔ اور پھر یہ عوام سے صرف واہ وا کی طلب نہ کی جاے دینے جائے

بظاہر اتنی لمبی چوڑی تمہید کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ مگر یہاں یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ اس وقت ہمیں کیا کیا خطرات پیش ہیں۔ اور وہ خطرات کس کس روپ میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور ہماری جماعت پر ان کی روک تھام کے لئے کون سے ذرائع عاید ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی رحمت اور برکت نازل کرے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین المصعب المدون ابوہ الدرداء پر کہ آپ نے اس پر خطر سیلاب کی طوفان خیز دیں سے نصرت الہی جماعت احمدیہ کو آگاہ فرمایا۔ اور دنیا کے سامنے ثابت کیا۔ کہ قرآنی نظام اور اسلامی اقتصادیات ہی حقیقی اور فطرتی ہیں۔ اور یہی نظام مستقبل میں سارے عالم کو اپنی آفرین شفقت میں لے گا۔ اس میں امیر کے لئے بھی حکم ہو گا۔ غریب کے لئے بھی امن ہو گا۔ بے کس کا ملجا ہو گا۔ یتیم کا والے ہو گا۔ سرمایہ دار کے لئے تکبر کی سبب نہیں ہو گی۔ مزدور میں احساس دانا نہ ہو گا۔ وہ بھائی ہوں گے۔ آؤ ہم اپنے پیارے

آقا کے متبع ہیں دنیا کو نجات دلانے کے لئے وہ سب کچھ کریں جو کچھ کہہ کر سکتے ہیں۔

اشعار ملاحظہ ہوں۔۔۔ اپنے بیکار خدا کی مانند اونگھتا ہے کسی تاریک پہاں جانے میں

ایک اخلاص کا مارا جو اٹلائے حسین (نہم۔ نام)

آہ اے فرزند آدم نامراد و نام تمام اے خدائی کے امیر اے شہر باری کے غلام

شہر باری تیرا دل ہے اور خدائی بے نیاز کس توقع پر اٹھائے جاتیں ان دونوں کے نام

اغلیٰ ہے جس۔ خدا غافل۔ حکومت پر نجل بن پڑے تجھ سے تو ان تینوں کے عقیدے کے گل

چاک کر دے اس طلسم زشت کے پڑے کو چاک ابن آدم! یہ نئی تمثیل بھی ہے خوفناک

فرش پر ہر دے کوئی نہ مہم عیش پر اپنی ہر دہا پور خود مال جو اسے نوح بشر سنگ پاروں کی حقیقت کیا سوئے گہر نہ دیکھ

خدا کیا خدا کی سمت بھی مڑا کہ نہ دیکھ کر بھی دے معرول ان ارباب مغر و جاہ کی

آسمانوں پر خدا کو اور زمین پر شاہ کو نوحو ذبالہ میں ڈالک۔ ایسے ایسے

خرافات اور بھی کئی اشعار نے کہے ہیں۔ اور ستم یہ کہ سب کے سب یا اکثر مسلمان ہیں۔

اور ان فرد زمان تو حید کی یادگار۔ جنہوں نے اپنی جائیں تک قرآن کر کے اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا۔ مگر آج عارضی شہرت کی خاطر اس قسم کے ٹھکانہ خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔

افراد و تفریط کی قیادتیں اپنے برے اثرات کی وجہ سے بہت نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ جذبات کی زوہیں بیٹنے ہوئے ایسے شرعہ انقلاب کے غریبے مارنے لگتے ہیں۔ اور بغاوت کی آگ کے شعلے ان کے

خواس کو قتل کر دیتے ہیں۔ جتنے کہ وہ فہم و ادراک اور عقل و بینش کی سرحدوں سے نچاؤ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی خدائی سے سیراز۔ سرمایہ دار کے مفالم سے

دل برداشتہ۔ ملوکیت کے نظام سے متنفر ہو کر ایک موموم بت جس کو وہ اللہ کا مجسمہ سمجھتے ہیں۔ اس کے آگے اپنے

وفاقی پوش و خروش کی تلوار چڑھا دیتے ہیں۔ یہ کیوں۔ اس لئے۔ کہ حالات کی سہولت ان کو معلوم نہیں۔ اور وہ دور بینی سے کام نہیں لیتے۔ ان کے لئے ہر وہ چیز جو ان

کو موعوب کر دے پسندیدہ اور قابل تقلید ہے۔

روس میں جو کچھ ہورہا ہے اس کے تعلق بیرونی دنیا کچھ نہیں جانتی۔ اور جو سمجھتا ہے بہت علم ہے وہ بھی صرف اس طبقہ کے لوگوں کے تعلق جو برسر اقتدار ہیں۔ اور حکومت کے پر زورے ہیں۔ احباب کی آگاہی کے لئے سلطان کی ایک تقریر کا متنور اسرا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ یہ تقریر اس نے ۱۹۳۱ء میں روس کی اقتصادی پالیسی کی بنیاد رکھنے

سوئے کی تھی۔ اس نے کہا۔۔۔

رہ صفتی ذوقیت کی کلید آدمی کے قوانین اور مقدار پر منحصر ہے۔ جس کی کمی یعنی سے

ادنے اور اعلیٰ کام کا پتہ چلتا ہے۔ آمدنی یا مزدوری کام کے لحاظ سے دی جانی چاہئے

نہ کہ افراد کی ضرورت کے لحاظ سے۔ اسی طرح بعض مہترین اور نامدار نگار

جو اس جنگ عالمگیر میں روس کے حالات کے چشم دید گواہ ہیں بیان کرتے ہیں۔

کہ اشتراکیت کے اقتصادی نظام نے روسی مزدوروں کی حالت کو بہتر نوکما مانا

تھا۔ ان کی استغداد اور قابلیت کو بے ڈوبا ہے۔ دوسرے صنعتی ممالک کے مزدوروں کے مقابلہ میں روسی

مزدور میں کام کی اہلیت بے پناہ رہ سکتی ہے۔ اور اب جبکہ صنعتی غلبہ کے لئے دنیا کی منڈیوں میں رقابت

کا سلسلہ مضبوط ہو جائے گا۔ اشتراکیت کے لئے بہت مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور وقت کی نزاکت اور حالات کی

رقبہ روسیوں کو بنا دے گی۔ کہ آمدنی کی مساوات۔ اشتراکیت اور عوام کے مفاد کے منافی ہی نہیں بلکہ ایک

بھی ہے۔ ایک مغربی مصنف جان سکاٹ اپنی کتاب یورال کے پیچھے Behind the Weald

میں لکھتا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ روس کے ایک شہر میگنیٹسک کا رنگ Magnitogorsk

میں مشینیں لگے گا ایک کارخانہ دار نہایت

عاشقان بلند عمارت میں رہتا تھا۔ اس کے عام چہرہ

گردوں کے علاوہ اس میں کھیل و تفریح اور تاج و گانے کیلئے بڑے بڑے ہال تھے۔ اور اس کے بائیں

باغ میں ہر لڑکے کے پارک تھے۔ مکان کی قیمت ۸۵

روپل اور سامان آرائش کی ۱۰۰۰ روپل تھی

میر کی سنتیں سالہ مجرب مستند

ادویہ کی فہرست حسب ذیل ہے

حرب اکھڑا علاج اکھڑا دجسکڑ

جو مستورات اسقاط کے مرض میں مبتلا ہوں۔ یا جن کے بچے چھٹی عمر میں فوت ہو جائے ہوں ان کے لئے حرب اکھڑا جسر ڈھنٹ غیر مترقبہ ہے۔ حکیم نظام جان شاگرد حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کا تجربہ فرمودہ نسخہ تیار کیا ہے۔ حرب اکھڑا جسر ڈھنٹ کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت تندرست اور اکھڑا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اکھڑا کے مریضوں کو اس دوا کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولد ایک روپیہ چار آنہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولد ایک دم منگوانے پر بارہ روپے۔

حرب مسان

ایسے بیمار بچے جن کا معدہ۔ جگر۔ انتریاں کمزور ہو گئی ہوں۔ اور بچہ سوکھا بخار میں مبتلا ہو چکا ہو۔ بدن ایسا کمزور ہو گیا ہو کہ کھڑکیوں پر صرف چڑھائی دکھائی دیتا ہو۔ سبز۔ سفید دست آتے ہوں۔ یا خانہ بار بار بچیش سے اور غن اولودہ آتا ہو۔ کراخ نکلتی ہو۔ بخار رہتا ہو۔ عموماً جب بچہ کے انت۔ کھلیسیاں دار میں نکلتی ہیں۔ تو یہ شکایات پیدا ہوتی ہیں۔ سب یا ان میں سے کوئی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے وقت حرب مسان کا استعمال اور ضروری ہے۔ لفضل خدا بچہ تندرست ہوتا تازہ آد پر خوبصورت ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ بچہ

حرب مسان و چونڈی

کا استعمال جاری رہے۔ تو ان امراض سے بچہ محفوظ ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی شہر

بچوں کی چونڈی

یہ ان بیماریوں کا مجرب علاج ہے۔ بد معنی۔ تھپ۔ دست۔ سبز دست۔ لیڈر پاخانے۔ زکام۔ تولد کھانسی پھٹا۔ تونہ۔ سیل کا درد۔ تیز کم آنا۔ تیز سے رو کر اٹھنا۔ دانت نکلنے وقت پر ہار ماں زیادہ حملہ کرتی ہیں۔ معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ دودھ سبز دست آتے ہیں۔ صحت بگڑ جاتی ہے۔ لہذا آپ اپنے بچوں کی صحت کی نگرانی کرتے ہوئے فوراً اطلاع دیں۔ تاکہ آپ کے بچوں کی محافظا حرب مسان و چونڈی دونوں دوائی کی جائیں۔ خدا کے فضل سے حرب اکھڑا کی طرح یہ دونوں اکیس صفت ہیں۔ اور ہر گھر میں ان کی موجودگی ضروری ہے۔ قیمت فی شیشی خورد ۱۲ کراں پٹر

حرب سفید انساو

یہ گویاں عورتوں کی شکلاکشاہیں۔ ان کے استعمال سے ایام ماہواری لے لے قاعدگی۔ کم آنا۔ زیادہ آنا۔ نسلوں کا درد۔ کوہوں کا درد۔ منگی۔ تھپ۔ چہرہ کا بے رونقگی۔ چہرہ کا سیاہیال۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض و دروس ہوتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا مندر دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک تین روپے (سٹے)

حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ بین الصحت قادیان

اس پر سرسری اندازہ کرنے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ تمام عیاشی جو صرف ایک شخص کی ذات کے لئے تھی۔ ایک سو تروسی مزدوروں کی سالانہ آمد کے برابر تھی۔ ستم یہ کہ اسی سال اسی شہر کے تقریباً ۲۰۰۰۰۰ باشندے شیوں اور کلہاڑی کے بوجھوں میں دن گزار رہے تھے۔ غرضیکہ حکومت کے ٹائندہ اور عام مزدور کی حالت میں زار و رس کے عہد حکومت سے بھی زیادہ فرق تھا۔

جنگ سے پہلے عام کارخانوں میں افر اور نگران کی تنخواہ ۵۱۔۰۰۔۲۲۔۰۱۔۲۶۰۰۰ روپے تھی۔ مگر اس کے بالمقابل ہاتھ سے کام کرنے والا مزدور دن بھر وہ مزدور جس کے حقوق کی حفاظت کے لئے اشتراکیت سرخ میں رجوع میں آئی۔ اور جس کی اپنی حکومت بتائی جاتی ہے۔ صرف ۱۵۰۰ روپے سالانہ کا حقدار تھا۔ روس کے تمام صنعتی اداروں میں ہر منظم اور نگران کو کارخانے کی طرف سے رہائش کے لئے مکانات۔ موٹر کاریں اور موٹر ڈرائیور معنت میں ملتے تھے۔ حتیٰ کہ عملی تعلیم سے بھی یہی طبقہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرتا تھا۔ پچاس فیصدی سے زیادہ تعلیمی مراعات پر یہی لوگ قابض تھے۔ آسٹریکے بالمقابل کھتان جن کی آبادی پچاس فیصدی تھی۔ صرف دس فیصدی اعلیٰ تعلیم تک رسائی رکھتے تھے۔

جنگ کے دوران میں مزدوروں کی آمدنی بہت کم ہو گئی۔ مگر حکومت کے ٹائندہ افران اور تنظیمین کی آمدنی میں اس کے برعکس گئی گنا اضافہ ہو گیا۔ اس وقت وہی مزدور کی حالت یہ ہے کہ وہ کھنکھرت گورادقات کر رہا ہے۔ مگر نئے نظام کے

پہلے عام کارخانوں میں افر اور نگران کی تنخواہ ۵۱۔۰۰۔۲۲۔۰۱۔۲۶۰۰۰ روپے تھی۔ مگر اس کے بالمقابل ہاتھ سے کام کرنے والا مزدور دن بھر وہ مزدور جس کے حقوق کی حفاظت کے لئے اشتراکیت سرخ میں رجوع میں آئی۔ اور جس کی اپنی حکومت بتائی جاتی ہے۔ صرف ۱۵۰۰ روپے سالانہ کا حقدار تھا۔ روس کے تمام صنعتی اداروں میں ہر منظم اور نگران کو کارخانے کی طرف سے رہائش کے لئے مکانات۔ موٹر کاریں اور موٹر ڈرائیور معنت میں ملتے تھے۔ حتیٰ کہ عملی تعلیم سے بھی یہی طبقہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرتا تھا۔ پچاس فیصدی سے زیادہ تعلیمی مراعات پر یہی لوگ قابض تھے۔ آسٹریکے بالمقابل کھتان جن کی آبادی پچاس فیصدی تھی۔ صرف دس فیصدی اعلیٰ تعلیم تک رسائی رکھتے تھے۔

جنگ کے دوران میں مزدوروں کی آمدنی بہت کم ہو گئی۔ مگر حکومت کے ٹائندہ افران اور تنظیمین کی آمدنی میں اس کے برعکس گئی گنا اضافہ ہو گیا۔ اس وقت وہی مزدور کی حالت یہ ہے کہ وہ کھنکھرت گورادقات کر رہا ہے۔ مگر نئے نظام کے

ہمکدر و سوال

حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تحریر فرمودہ نسخہ اکھڑا کے مریضوں کیلئے نہایت مجرب و مفید ہے

قیمت فی تولد ایک روپیہ چار آنہ (پٹر) مکمل خوراک گیارہ تولد بارہ روپے (سٹے) مکمل کا پتہ دواخانہ خدمت خلق قادیان

دخواست و دعا

میرے برادر اکبر چوہدری غلام حیدر صاحب ظفر چند دن ہو گئے زیادہ بیمار ہو گئے۔ اس لئے انہیں علاج کے لئے لاہور لاتے ہیں۔ احباب کامل صحت اور دراندہ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکا رفین احمد خادم از گھٹیا لیا

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

دہلی ۱۴ جنوری۔ آج ایران و لیبان ریاست میں لارڈ ولول والٹر اسے ہند نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ہندوستان کے آئندہ آئین میں ہندوستانی ریاستوں کا ذکر نہایت اہم ہے۔ ریاستوں کو اس سے اتنا ہی تعلق ہے۔ جتنا برطانیہ کو۔ آپ کی مرضی کے بغیر ملک میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ ہندوستان کی ترقی اور اصلاح کے پیش نظر جو تبدیلیاں کی جائیں گی۔ ریاستیں ان میں حاصل نہ ہوں گی۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ بعض ریاستیں اقتصادی اور صنعتی لحاظ سے شہرہ آفاق ترقی پر آمیزن میں۔

گر سب ریاستوں کی حالت ایسی نہیں ہندوستان کی رفتار ترقی کے ساتھ ساتھ۔ ریاستوں کو جس پیمانہ چاہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ بڑی ریاستیں چھوٹی ریاستوں کو اپنے ساتھ ملا لیں۔ اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں آپس میں متحد ہو کر اپنی طاقت مضبوط کرنے کی کوشش کریں۔

دہلی ۱۵ جنوری۔ برطانوی پارلیمانی وفد کے چار ممبروں نے آج صبح مسٹر آصف علی کی کوٹی پر کانگریس پارلیمنٹری لیڈر کے ممبروں سے مل کر گفتگو کی۔ ملاقات کی سولانا ابوالکلام آزاد بھی موجود تھے۔

کراچی ۱۵ جنوری۔ حکومت ہند کے وفد ممبر نے ایک بیان میں بتایا کہ وفد ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایک سینئر افسر ہنگامہ کار جا رہے ہیں۔ تاکہ سیام اور ہما سے ہندوستان میں جا کر لائے میں جو مشن کا۔ اس میں۔ انہیں دو روزوں کی کوشش کرے۔

پٹنہ ۱۶ جنوری۔ کل نواب زادہ لیاقت علی نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان کے آئین میں ہندو قوم کو ہندوستان کو ہندو قوم میں خاندان جنگی شروع ہو جانے کا باعث قرار دیا ہے۔ مسلمانان کی اس دھمکی سے مرعوب نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی کسی صورت میں پاکستان کے علاوہ کسی اور چیز پر رضامند ہو سکتے ہیں۔

دہلی ۱۶ جنوری۔ بالٹی ٹیوڈ سے امریکہ کا کافی ٹیپوں ہندوستان آ رہے۔

کلکتہ ۱۶ جنوری۔ حکومت ہند کی ایک اطلاع منظر ہے۔ کہ گزشتہ ہنگاموں کو ہمارے بارہ سو قیدی ہندوستان بھیج گئے ہیں۔

دہلی ۱۶ جنوری۔ حکومت ہند نے ایک میکنیکل کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو موجودہ ہندوستان میں

کو وسیع کرنے کی تجاویز پر غور کرے گی۔ نیز دوسرے مقامات پر نئی بندرگاہیں بنانے کے لئے پیمائش وغیرہ کے انتظامات کرے گی۔

لندن ۱۶ جنوری۔ ۱۸ اجازت افسروں کے نطافت مقدمہ کی سماعت منسک میں کل شروع ہو گئی ہے۔ ان جرموں افسروں کے خلاف ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ روپیوں کو خاندان بر باد کرنے ۲۰۹ شہرہ ویس فارمول اور ۱۱۵۰ ہسپتالوں کو تباہ کرنے کا الزام ہے۔

کلکتہ ۱۶ جنوری۔ گزشتہ نومبر میں کلکتہ کے طلباء پر جو کوئی چلائی گئی تھی۔ طلباء نے اس کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ۱۶ جنوری کو ایک مظاہرہ کیا۔ جس کے گورنر ہنگامہ کار کی سرکاری سائیکل کے قریب کا افتخار کرنے والا تھا۔ پولیس نے مظاہرین کو کالج کے دروازہ پر روک دیا۔ لیکن کچھ طلباء کالج میں گھس گئے۔ اور پوین جیک کی گتہ کا ٹکڑا کا قبضہ لے لیا۔

دانشگاہی ۱۶ جنوری۔ آج صدر ٹروپ نے اعلان کیا۔ کہ جاپان کے جزائر کے متعلق امریکی پالیسی یہ ہے۔ کہ جو جزائر امریکہ کی حفاظت کے لئے ضروری ہیں۔ وہ امریکہ کے ٹرسٹ میں دیئے جائیں۔ اور باقی جزائر اتحادی اقوام کے مشترکہ ٹرسٹ میں دے دیئے جائیں۔

لاہور ۱۶ جنوری۔ برطانوی وفد کے ۵ ارکان پشاور سکورہ سے واپس آ کر یہاں ٹیوڈی ویر ٹیوڈ سے۔ اس کے بعد ظاہر سکورہ یہ بھی روانہ ہو گئے۔

مدراں ۱۵ جنوری۔ سومنہ کی قیمت ۱۱۴ روپے تک پہنچ گئی۔ لیکن کوئی شخص بیچنے کے لئے نہیں آتا۔

ماسکو ۱۶ جنوری۔ وزیر داخلہ روس نے استغنی دے دیا ہے۔ وزیر موصوف نارشل سٹالین کے پرانے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ایم کوکلو کو اس عہدہ پر مقرر کیا گیا ہے۔

لاہور ۱۶ جنوری۔ سونا۔ ۸۵ روپے۔ چاندی۔ ۱۳۹ روپے۔ پونڈ۔ ۹۰ روپے۔ امرتسر ۱۶ جنوری۔ سونا۔ ۹۰ روپے۔ لندن ۱۶ جنوری۔ برطانوی وفد کے ممبروں نے ایران کے مسک پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ مسئلہ سیکورٹی کو نسل کے اس اجلاس میں پیش نہیں ہو سکے گا۔

طهران ۱۶ جنوری۔ وزیر اعظم ایران ابراہیم حکیمی نے ایرانی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے ایران کی خارجی پالیسی واضح کی اور کہا۔ کہ طهران اور ماسکو میں جو گفت و شنید ہوئی تھی۔ وہ بے نتیجہ رہی۔

تل ابیب ۱۶ جنوری۔ محقریب روسی اخبار نویسوں کی ایک وفد نے فلسطین آ رہی ہے۔ یہ لوگ روس کے اخباروں و فلسطین کی سیاسی صورت حالات اور دیگر مسائل کے متعلق مفصل رپورٹ بھیجیں گے۔ ایسا معلوم ہوا ہے۔ کہ روسی بھی فلسطین کے معاملات میں دلچسپی لینے لگے ہیں۔

مشوٹا پولو ۱۶ جنوری۔ ڈاکٹر امید کریمبر ممبر حکومت ہند نے ایک تقریر کے دوران میں بتایا کہ گاندھی جی نے مسٹر جناح کے ساتھ لندن میں پچھلے سال مسلسل کئی میسجوں ملاقاتیں کیں۔ میں نے بھی ان سے ملاقات کرنے کے لئے خط لکھا تھا۔ لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے اس بنا پر انکار کیا۔ کہ ہمارے نظریات میں ایک بھی بات مشترک نہیں تھی۔

۱۶ جنوری۔ بنکوں اور بڑے نوٹوں کے متعلق آرڈینیمنٹوں کے نفاذ سے پہلے دہلی اور دیگر بڑے شہروں کے بازاروں میں انہیں گرم تھیں۔ اور کئی بازاروں میں افراد نے بڑے نوٹوں کے تبادلے میں چھوٹے نوٹ حاصل کئے۔ اور بنکوں کے ذریعے پوین افسروں اور پوین تاجروں نے خاص طور پر بڑے نوٹوں کے تبادلے میں چھوٹے نوٹ حاصل کئے۔

لاہور ۱۶ جنوری۔ محمد وٹ و لاہر جہاں مسٹر جناح شہر سے ہوئے ہیں۔ ۲۴ گھنٹے تک تلوار کا پہرہ رہتا ہے۔ پنجاب پولیس نے بھی محمد وٹ و لاہر پر سے کا انتظام کر رکھا ہے۔ اس خبر نے کہ پشاور۔ امرتسر اور دیگر مقامات سے فاختار لاہور آ رہے ہیں۔ صورت حالات کو اور بھی تشویشناک بنا دیا ہے۔

طهران ۱۶ جنوری۔ ایران کے وزیر اعظم ابراہیم حکیمی نے اپنا استعفیٰ شاہ ایران کو پیش کر دیا ہے۔ اس نے لکھا ہے۔ اگر

جلسہ کے۔ تو وہ مستعفی ہونے کو تیار ہے۔

سند کا پورہ ۱۶ جنوری۔ جنگ جرموں کا مقدمہ سندھ پورہ اور کھلم پورہ میں ۱۶ جنوری سے شروع ہو گا۔

چکننگ ۱۶ جنوری۔ اگرچہ سرکاری طور پر چین میں خاندان جنگی ہند ہونے کا اعلان ہو چکا ہے۔ پھر بھی کہیں کہیں لڑائی ہو رہی ہے۔

لندن ۱۶ جنوری۔ روس کے مباحثات کے متعلق سوال دریافت کئے جانے پر ایک ترکی نمائندے نے کہا کہ ہم نے تہیہ کیا ہو ہے کہ ہم ترک کے علاقے کا ایک ایچ جی کسی غیر ملکی طاقت کے حوالے نہیں کریں گے۔ خواہ اس کا کوئی بھی نتیجہ برآمد ہو۔

جموں ۱۶ جنوری۔ کشمیر میں سخت برف باری اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ اور انتہائی سردی شروع ہو گئی ہے۔ برف باری کی وجہ سے جموں اور سری نگر و سری نگر اور راولپنڈی کے درمیان ٹیلیفون اور تار کا سلسلہ کٹ گیا ہے۔

نئی دہلی ۱۶ جنوری۔ انگریزی اخباروں کا جہانہ ۱۶ جنوری کو کراچی بھیجے گا۔

کلکتہ ۱۶ جنوری۔ ڈاکٹر مار بکے حادثے کے باعث بلاک شدہ گان کی تعداد ۱۴ لاکھ پہنچ گئی ہے۔

لندن ۱۶ جنوری۔ آج اتحادی اقوام کی اسمبلی میں مسٹر بیوٹ نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ہم نے اس قسم کی اسمبلی کی جنگ لڑائی کے تاریک زمانہ میں دیکھی تھی۔ آسمان عالم پر امن کی جب دھندلی سی روشنی نمودار ہوئی۔ تو اس وقت اس نے جنم لیا۔ اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

دہلی ۱۶ جنوری۔ مسٹر آصف علی نے آج برطانوی پارلیمنٹ کے وفد کی ملاقات کے بعد ایک بیان میں بتایا کہ دنیا کی حالت اس قدر تاریک ہو گئی ہے۔ کہ اب ہندوستان کے معاملہ کے حل کرنے میں زیادہ دیر کرنا مناسب ہو گا۔ پارلیمانی وفد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ میری رائے میں یہ وفد سچے دل سے ہندوستان کے معاملہ کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

دہلی ۱۶ جنوری۔ آج ایران و لیبان ریاست نے تاج برطانیہ سے ونداداری اتحادی اقوام کے چارٹر کی تائید اور ہندوستانی اقوام کی لہاوردی کی تقریر میں کی اور وندویش یا اس کے لئے نواب صاحب بھوپال نے والٹر اسے ہندو کو یقین دلایا کہ ہندوستان کا دنیا کی ریاستیں ان کے ہر نیک اقدام اور